

غزہ: 125 سالہ خاتمہ پسند ایجنڈے کا عروج

غزہ میں نسل کشی 7 اکتوبر 2023 کو شروع نہیں ہوئی، نہ ہی یہ کسی ایک تشدد کے عمل کا رد عمل ہے۔ یہ 125 سالہ سیاسی منصوبے کا عروج ہے جو کھلے عام خاتمہ پسند ہدف کے ساتھ بنایا گیا تھا: فلسطین کی زمین پر قبضہ کرنا، اس کے مقامی لوگوں کو مٹانا، اور ان کی جگہ آبادکاروں کی آبادی کو لانا۔ یورپ میں نسل پرستوں کے استعمال کردہ ”ری کنکوسٹا“ بیان بازی کے برعکس۔ جو کم از کم آبائی تعلقات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ کوئی دوبارہ فتح نہیں ہے۔ یہ بیرونی لوگوں کی طرف سے فتح ہے، جو اس لوگوں کے وجود کو ہی انکار پر مبنی ہے جنہیں وہ بے دخل کرنا چاہتے ہیں۔

1897 کے پہلے صیہونی کانگریس سے لے کر نسلوں تک اسرائیلی رہنماؤں کے بیانات تک۔ گولڈا مئیر کا دعویٰ کہ ”فلسطینی قوم نامی کوئی چیز نہیں ہے،“ یوسف ویٹر کا اصرار کہ ”ایک ہی حل فلسطین بغیر عربوں کے ہے،“ رافیل ایٹان کا فلسطینیوں کو ”بوتل میں کا کروچ“ کہنا۔ نظریاتی بنیاد کبھی نہیں بدلی۔ ہدف ہمیشہ ایریز اسرائیل ہا شلیما رہا ہے، یعنی ”مکمل اسرائیلی زمین،“ دریا سے سمندر تک، اپنی مقامی آبادی سے پاک۔

میدان میں عدم توازن: صرف نام کا جنگ

اسرائیل غزہ میں اپنے اقدامات کو ”جنگ“ کے طور پر پیش کرتا ہے، لیکن یہ ایک مسخ شدہ بیان ہے۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق جنگ دو نسبتاً موازنہ فوجی قوتوں کے درمیان تنازعہ کو فرض کرتی ہے۔ غزہ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے وہ لڑائی نہیں بلکہ دنیا کی سب سے جدید فوجوں میں سے ایک۔ جو امریکہ، برطانیہ، اور جرمنی کی حمایت یافتہ ہے۔ کی طرف سے محصور شہری آبادی پر یک طرفہ حملہ ہے۔

3 مارچ 2025 سے اسرائیل نے غزہ پر مکمل محاصرہ نافذ کیا ہے: کوئی کھانا نہیں، کوئی پانی نہیں، کوئی دوائی نہیں، کوئی ایندھن نہیں۔ انٹیگریٹڈ فوڈ سیکورٹی فیزکلا سیفکیشن (آئی پی سی) نے پانچویں مرحلے کی قحط کا اعلان کیا ہے۔ سب سے تباہ کن سطح۔ جہاں بچے روزانہ بھوک سے مر رہے ہیں۔ ہسپتال تباہ حال ہیں، 90 فیصد گھر تباہ ہو چکے ہیں، اور اکتوبر 2023 سے اب تک 60,000 سے زیادہ فلسطینی ہلاک ہو چکے ہیں، جن میں زیادہ تر خواتین اور بچے ہیں۔

یہ تناسب نہیں ہے؛ یہ فناء ہے۔ جینیوا کنونشن کی براہ راست خلاف ورزی جو اجتماعی سزا، شہریوں کو نشانہ بنانے، اور جنگ کے ہتھیار کے طور پر بھوک کے استعمال کو ممنوع قرار دیتی ہیں۔

بیانیہ میں عدم توازن: کہانی پر کنٹرول

قتل عام حقیقت کے خلاف جنگ سے عکاسی کرتا ہے۔ اسرائیل کی فوجی انٹیلی جنس یونٹ 8200، مغربی لابی گروپس جیسے کہ AIPAC، ADL، AJC، اور UN Watch، اور بی بی سی کے طویل عرصے سے مشرق وسطیٰ کے ایڈیٹرز جیسے میڈیا کے رکھوالوں نے دہائیوں سے بیانیہ کو شکل دی ہے۔

غزہ میں صحافی صرف ضمنی نقصان نہیں ہیں۔ وہ نظامی طور پر نشانہ بنائے جا رہے ہیں۔ اکتوبر 2023 سے اب تک کم از کم 242 ہلاک ہو چکے ہیں، جو کہ ریکارڈ شدہ تاریخ میں صحافیوں کی سب سے زیادہ اموات کی شرح ہے۔ غیر ملکی پریس کو غزہ میں داخل ہونے سے بڑی حد تک روک دیا گیا ہے، اسرائیل اس عینک کو کنٹرول کرتا ہے جس کے ذریعے بیرونی دنیا تباہی کو دیکھتی ہے۔ فلسطینی ذرائع سے آنے والی تعداد کو "حماس پروپیگنڈا" کے طور پر مسترد کیا جاتا ہے، جبکہ اسرائیلی فوج کے بیانات کو حقیقت کے طور پر رپورٹ کیا جاتا ہے، جو ایک جھوٹا توازن پیدا کرتا ہے جو قتل عام کے پیمانے اور ارادے کو مٹاتا ہے۔

26 جولائی 2025 کو ہندالہ واقعہ علامتی ہے۔ ایک نارویجن جھنڈے والا انسانی امدادی جہاز، جو ڈاکٹروں، پارلیمنٹیرینز، صحافیوں، اور بھوکے بچوں کے لیے دودھ کا فارمولا لے جا رہا تھا، بین الاقوامی پانیوں میں اسرائیلی فورسز کے ذریعے ہائی جیک کیا گیا۔ UNCLOS آرٹیکل 101 کے تحت ایک کھلا ریاستی سمندری ڈکیتی کا عمل۔ امداد ضبط کر لی گئی، مسافروں کو حراست میں لیا گیا، اور قحط جاری رہا۔ یہ سیکورٹی کے بارے میں نہیں تھا۔ یہ گواہوں کو خاموش کرنے اور محاصرے کو ناقابل تسخیر رکھنے کے بارے میں تھا۔

اداروں میں عدم توازن: استثنیٰ کی ڈھال

یہاں تک کہ بین الاقوامی قانونی نظام۔ جو ایسی مظالم کو روکنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ کو سبوتاژ کیا گیا ہے۔ امریکہ اپنی ویڈیو طاقت کا استعمال اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں کرتا ہے تاکہ اسرائیل کی مذمت کرنے والی تقریباً ہر قرارداد کو روک سکے، اس ادارے کو مفلوج کر کے اور اسرائیل کو پابندیوں یا نفاذ سے بچاتا ہے۔

یہ اداراتی تحفظ کھلی سیاسی قبضے سے تقویت یافتہ ہے۔ 6 نومبر 2024 کو، AIPAC نے سوشل میڈیا پر فخر کیا کہ اس کے 190 حمایت یافتہ امیدواروں نے امریکی کانگریس کے انتخابات جیت لیے۔ ڈیموکریٹس اور ریپبلکنز دونوں۔ تاکہ “امریکہ۔ اسرائیل تعلقات کے لیے دو طرفہ حمایت کو مضبوط کیا جاسکے۔” یہ کوئی سازشی تھیوری نہیں ہے؛ یہ لابی کے ذریعے خود منایا جانے والا عوامی ریکارڈ ہے۔ نتیجہ ایک ایسی کانگریس ہے جو باقاعدگی سے اربوں کی فوجی امداد کی منظوری دیتی ہے، ICJ کے فیصلوں کو نظر انداز کرتی ہے، اور اسرائیل پر بین الاقوامی قانون کے سب سے بنیادی شرائط کو بھی نافذ کرنے سے انکار کرتی ہے۔

بین الاقوامی فوجداری عدالت (ICC) اور بین الاقوامی عدالت انصاف (ICJ) نے عبوری اقدامات جاری کیے ہیں جن میں اسرائیل کو غزہ میں انسانی امداد کی اجازت دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسرائیل نے انہیں بغیر کسی نتیجے کے نظر انداز کیا۔ ICC کے پراسیکیوٹر کریم خان کو بدنامی کی مہم کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں چھٹی لینے پر مجبور کیا گیا؛ ان کے نائبین نے موجودہ محاصرے کے چھپے اسرائیلی رہنماؤں کے لیے وارنٹس کی پیروی نہیں کی۔ اسرائیل کو تنقید کرنے والے کئی ICC ججوں اور اقوام متحدہ کے اہلکاروں پر امریکہ نے پابندیاں عائد کیں۔ یہ نظام کی ناکامی نہیں ہے۔ یہ نظام ہے، جو ایک ریاست کو جو اب دہی سے بچانے کے لیے موڑ دیا گیا ہے۔

زبانی انکار سے جسمانی خاتمے تک

ایک صدی سے زائد عرصے سے، صیہونی رہنماؤں نے فلسطینیوں کے وجود کے زبانی انکار کو زمین پر جسمانی خاتمے کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ نعرے بدلے ہو سکتے ہیں۔ “بغیر لوگوں کی زمین بغیر زمین کے لوگوں کے لیے” سے “اسرائیل کو اپنا دفاع کرنے کا حق ہے” تک۔ لیکن ہدف نہیں بدلا۔ ہر جنگ، قتل عام، اور نقل مکانی ایک اور “ٹکڑا” زمین کا قبضہ تھا، فلسطینیوں کے بغیر فلسطین کی طرف ایک اور قدم۔

1924 میں جیکب اسرائیل ڈی ہان کے قتل سے، جو صیہونیت کی مخالفت کی وجہ سے ہوا، 1948 کے دیر یا سین قتل عام، 1982 کے صبرا اور شتیلہ قتل عام، 2001 میں غزہ کے ہوائی اڈے کی تباہی، اور 21 ویں صدی میں غزہ پر بار بار بڑے پیمانے پر حملوں تک، اسرائیل نے دکھایا کہ وہ اپنی علاقائی عزائم کو حاصل کرنے کے لیے کسی بھی اور تمام ذرائع۔ دہشت گردی، نسلی صفائی، محاصرہ جنگ۔ استعمال کرے گا۔

نتیجہ: غزہ میں آخری کھیل

آج غزہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسرائیل کی تاریخ سے انحراف نہیں ہے۔ یہ اس کا منطقی نتیجہ ہے۔ خاتمہ پسند ایجنڈا جو 1897 میں باسل میں بنایا گیا، غیر انسانی بیان بازی اور منظم تشدد کے دہائیوں کے ذریعے برقرار رکھا گیا، اپنے سب سے بے شرم مرحلے پر پہنچ گیا ہے۔

غزہ ایک میدان جنگ نہیں ہے۔ یہ ایک آزمائشی کیس ہے کہ آیا ایک ریاست پوری دنیا کے سامنے نسل کشی کر سکتی ہے اور کوئی حقیقی نتائج کا سامنا نہیں کرتی۔ ثبوتوں کی کمی کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس لیے کہ اس نے بیانیوں پر قبضہ کر لیا، اداروں کو مفلوج کر دیا، اور زمین پر سب سے طاقتور قانون ساز کی وفاداری کو یقینی بنایا۔

اگر دنیا اسے کھڑا ہونے دیتی ہے تو پیغام واضح ہے: بین الاقوامی قانون اختیاری ہے، انسانی حقوق قابل گفت و شنید ہیں، اور نسل کشی کو خود دفاع کے طور پر دوبارہ برانڈ کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ آپ کے پاس صحیح جگہوں پر صحیح دوست ہوں۔